موٹر سائیکل سوار اور ٹریفک کے سپاہی کے درمیان مکالمہ

(ایک نوجوان لڑکا انتہائی تیز رفتاری سے موٹر سائیکل چلاتا ہوا نہیں بلکہ اُڑاتا ہوا آ رہا ہے۔ چوک میں پہنچ کر اُس نے بریک لگانے کی کوشش کی، جو نہ لگی اور وہ پھسل کر موٹر سائیکل سمیت فٹ پاتھ سے جا ٹکراتا ہے)۔

سپاہی: (کمر پر ہاتھ رکھے ہوئے) ''شکر کرو بچ گئے ہو ورنہ یہاں سے بھی دُور جا کر گرتے۔''

لڑکا: (سر سہلاتے ہوئے) ''اوہو ... ہائے ہائے ... سپاہی بھائی! کچھ نہ پوچھو، بہت بُری طرح چوٹ لگی ہے ... ہائے ... اُف ...''

سپاہی: (کڑک کر) ''تم کیا سمجھ رہے ہو ... تمہاری ہائے ہائے اور اُف اُف سن کر میں تمہارا چالان نہیں کروں گا!''

لڑکا: (لنگڑاتا ہوا فُٹ پاتھ پر جا بیٹھا) ''چالان کر لو یار ... کوئی جیئے یا مرے، تم لوگوں نے تو صرف چالان ہی کرنا سیکھا ہے۔''

سپاہی: (غُصّے سے) ''اوے ... چُپ کر ... ہمیں سبق نہ پڑھا ... میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے ... لاؤ اپنا لائسنس دکھاؤ۔''

لڑکا: (مصنوعی رونا روتے ہوئے) ''یار ... میری فکر کرو ... مجھے ہسپتال لے چلو ... کمر اور ٹانگوں پر بہت چوٹیں آئی ہیں۔''

سپاہی: (گرج کر) ''جس رفتار سے تم موٹر سائیکل چلا رہے تھے، اُس رفتار سے تو صرف ہسپتال ہی پہنچا جاتا ہے تو پھر رو کیوں رہے ہو؟ چالان کٹواؤ اور شوق سے ہسپتال جاؤ۔''

لڑکا: (مِنّت سماجت کرتے ہوئے) ''اچھا میں ایک فون کر کے اپنے بھائی کو بُلا لوں ...؟''

سپاہی: (لاپروائی سے) ''جسے چاہو بلا لو ... بس لائسنس دکھا دو اور جاؤ۔''

لڑکا: (جیب ٹٹولتے ہوئے) ''اچھا جی ... دکھاتا ہوں ... (کچھ دیر رُک کر) شاید لائسنس تو میں گھر بھول آیا ہوں۔''

سپاہی: (طنزیہ لہجے میں) ''اچھی بات ہے ... اب تم فُٹ پاتھ کو ہسپتال سمجھو، یہیں آرام کرو اور ہائے ہائے کرو ... کیوں کہ میں تمہاری موٹر سائیکل بند کرنے لگا ہوں۔''

(یہ کہہ کر سپاہی، موٹر سائیکل کی چابی اُس نوجوان سے لے لیتا ہے)۔

سرگرمی: ''حادثات کیوں ہوتے ہیں؟'' اِس موضوع پر جماعت میں طلبا سے گفتگو کریں اور اُنہیں مختلف نکات سمجھائیں مثلاً جلد بازی، لاپروائی، غیر ذمہ دارانہ روّیہ، ناتجربہ کاری، والدین کی عدم توجہ اور قانون کا احترام نہ کرنے کی عادت۔

سرگرمی: یہ مکالمہ، ڈرامے کی صُورت پیش کریں۔

موٹر سائیکل سوار اور ڈاکٹر کے درمیان مکالمہ

اِس حادثے کے بعد زخمی لڑکا، سپاہی کی مِنّت سماجت کرتا، گرتا پڑتا، آخر کار ہسپتال جا پہنچتا ہے۔ اب آپ اِس صورتِ حال کے مطابق مکالمہ لکھیں۔

ایک گاؤں کا آنکھوں دیکھا حال

بابا جان کے کارخانے کا ایک پُرانا ملازم رشید بیمار تھا اور کئی ہفتوں سے کام پر نہیں آ رہا تھا۔ اتوار کے دن بابا نے پروگرام بنایا کہ اُس کی عیادت اور خبرگیری کے لیے جانا چاہیے۔ چھُٹی کا دن تھا لہٰذا میں بھی اُن کے ساتھ چل دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ہم رشید کے گاؤں میں داخل ہوئے۔ بابا نے کار بڑی سڑک سے اُتار کر ایک ویران کچے میدان میں اُتار دی۔ میرے پوچھنے پر بابا نے بتایا کہ اُس کے گاؤں جانے کے لئے کوئی سڑک نہیں۔ بہرحال، ہچکولے کھاتے ہوئے سفر شروع ہوا۔ گَرد ہی گَرد اُڑا رہی تھی، نہ کھیت، نہ سبزہ، نہ درخت۔ یکایک سامنے چند ایک کچے مکان نظر آنے لگے۔ کار وہاں رُکی اور بابا نے رشید افضل کے گھر کا پوچھا۔ ایک بُوڑھے دیہاتی نے سامنے کی طرف اشارہ کر دیا۔ ہم پھر سے چل دیئے۔ چند لمحوں بعد بابا نے بتائے ہوئے مکان کے سامنے کار روکی۔ ہم باہر نکلے اور اِردگرد نظر دوڑائی۔

غُربت اور تباہی کا عجیب منظر تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اِدھر اُدھر ننگ دھڑنگ بھاگ رہے تھے۔ آس پاس سے گُزرنے والے راہ گیروں کا بھی بُرا حال تھا۔ اُن کے پُرانے اور میلے لباس اُن کی غُربت کا حال بیان کر رہے تھے۔ کہیں دُور فاصلے پر چند ٹُوٹی پھُوٹی دُکانیں تھیں جو شاید گاؤں کا بازار تھا۔ بہرحال، ہم رشید کے گھر میں داخل ہوئے۔ اُنہوں نے بہت عزت سے بٹھایا۔ گرمی کا موسم اور اُس پر بجلی غائب۔ پُوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس گاؤں میں بجلی ہے نہ گیس۔ رشید کا بیٹا بھاگ کر ہمارے لیے بوتلیں لے آیا۔ ١٠

گاؤں اور لوگوں کی حالت دیکھ کر ہمیں بے حد دُکھ ہوا۔

اِس جدید دَور میں بھی ہمارے ملک کے دیہاتوں میں بُنیادی ضرُوریات موجود نہیں۔ بہرحال، کچھ دیر بعد ہم بوجھل دل کے ساتھ وہاں سے واپس پلٹے۔ شہر میں داخل ہوئے تو اللہ کا شُکر ادا کیا مگر اپنے غریب دیہاتیوں کے لئے دل آج بھی افسُردہ ہے۔

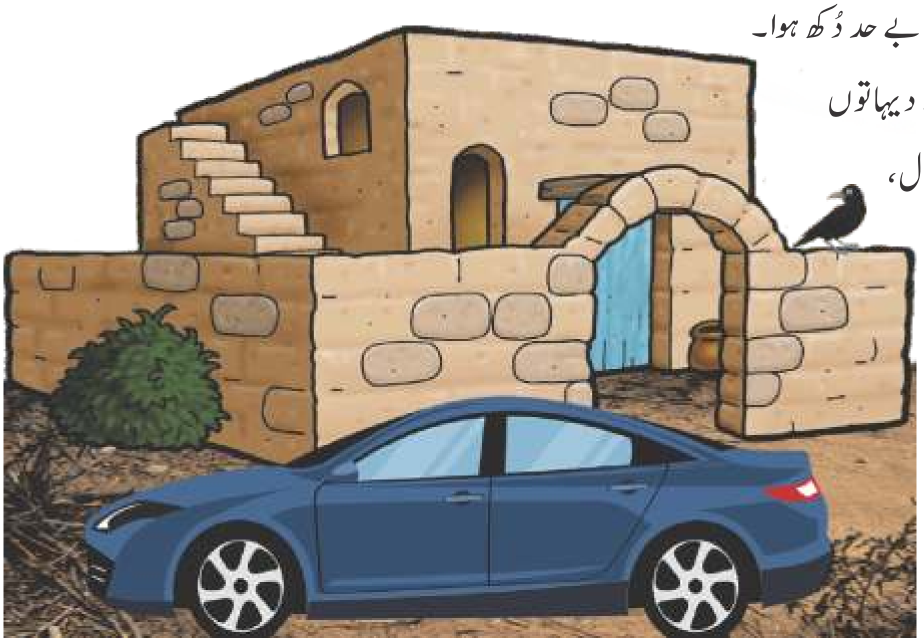

سرگرمی: اُستانی صاحبہ،سکول کے چوکی دار کو جماعت میں بُلائیں اور وہ طلبا کو اپنے گاؤں یا علاقے کی پس ماندگی،غُربت اور بے روزگاری کے بارے میں بتائیں۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو دوسروں کی مجبوری اور غُربت کا احساس ہونا چاہیے تاکہ وہ ہر کسی کی مدد اور عزت کرنے کے عادی ہوسکیں۔

اپنے شہر کی روزمرّہ مصرُوف زندگی کا آنکھوں دیکھا حال

مضمون: پتنگ بازی

پتنگ بازی ایک مشغلہ ہے یعنی فُرصت کے وقت کا ایک کھیل۔ ہمارے ہاں اِس نے ایک تہوار کی حیثیت اور شکل اختیار کر لی تھی۔ کوئی بھی چیز، عادت، رسم یا رواج اپنی حد سے بڑھ جائے تو وہ تباہ کُن اور خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ درمیانہ اور اعتدال کا راستہ ہی بہترین اور محفوظ ہے جیسا کہ ہمارے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''لوگو! میانہ روی اختیار کرو۔''

پتنگ بازی کو اگر مشغلے یا شوق کی حد تک رکھا جائے تو لوگ اِس سے بہت لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ پتنگ اُڑانے کے مقابلے ہوتے ہیں، لوگ اُس موقع پر ایک دوسرے کے ہاں مدعُو ہوتے ہیں اور دعوتیں اُڑاتے ہیں۔ دُنیا کے کئی اور ممالک میں بھی یہ تہوار، مشغلہ یا کھیل منعقد ہوتا ہے، مثلاً چین میں پتنگ بازی بڑے شوق سے کی جاتی ہے مگر سال بھر میں ایک دن۔ خُوب صُورت، رنگین اور مختلف نمونوں کی پتنگیں تیار ہوتی ہیں۔ چین میں اسے گھروں کی چھتوں پر منانے کی اجازت نہیں بلکہ ایک بڑے وسیع میدان میں شوقین حضرات اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

بد قسمتی سے ہمارے ملک میں یہ مشغلہ خوف ناک شکل اختیار کر چکا تھا۔ بڑے بڑے حادثات رُونما ہونے لگے تھے، لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ، آتش بازی اور ہوائی فائرنگ تک نوبت جا پہنچی تھی۔ فائرنگ اور دھاتی ڈور پھرنے کے لاتعداد واقعات میں درجنوں بے گُناہ معصوم بچے اور شہری ہلاک ہوتے رہے، کئی گھرانے اس شوق کی زَد میں آ کر تباہ ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر سرکاری طور پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اگرچہ اس پابندی کی وجہ سے سینکڑوں لوگوں کا کاروبار متاثر ہوا ہے مگر ہمارے ملک میں یہ مشغلہ حد سے بڑھ چکا تھا بلکہ فضول خرچی اور بے جا نمود و نمائش ہونے لگی تھی۔ اس کھیل کے فائدے تو کیا ہوں گے، جانی و مالی نقصان بہت زیادہ ہونے لگا تھا۔

ہمیں چاہیے کہ کھیل یا مشغلے کو کھیل اور مشغلہ ہی سمجھیں، حد سے بڑھ کر کیا جانے والا کوئی بھی کام نقصان دہ ہوتا ہے۔ رات رات بھر پتنگ بازی کے مقابلے ہونا، ہوائی فائرنگ، ناچ گانا، اہلِ محلّہ کا سکون برباد کرنا، فضول خرچی اور عیاشی جیسی صورتِ حال اور ہمارے غیر ذمہ دارانہ مزاج نے اس کھیل کو فائدہ تو نہیں البتہ نقصان ضرور پہنچایا ہے۔

سرگرمی: ''پتنگ بازی کی اجازت ہونی چاہیے یا نہیں؟'' جماعت میں اِس موضوع پر تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

محکمۂ صحت کے افسر کے نام درخواست

بخدمت جناب ڈائریکٹر صاحب،

ہیلتھ کارپوریشن بلدیہ ٹاؤن، کراچی۔

جنابِ عالی!

گزارش یہ ہے کہ ہر سال کی طرح اِس سال بھی ہمارے علاقے میں ڈینگی کی وبا بہت شِدّت سے پھیلنے کا خطرہ ہے، کیوں کہ اِس وقت ہمارے علاقے میں ڈینگی مچھروں کی بھرمار ہے۔ اگرچہ اہلِ محلّہ تمام احتیاطی تدابیر اپنائے ہوئے ہیں، اس کے باوجود مچھروں کی بہتات ہے۔ پچھلے سال ڈینگی کی وجہ سے ہمارے علاقے میں بہت ہلاکتیں ہوئیں، لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اِس جان لیوا مرض سے بچانے کے لئے محکمۂ صحت فوری طور پر تدابیر اختیار کرے اور اِن مُوذی مچھروں کے خاتمے کا کوئی خاطر خواہ انتظام کرے۔ عین نوازش ہوگی۔

درخواست گزار،

اہلِ علاقہ بلدیہ ٹاؤن، کراچی۔

تاریخ: ....

۱۴

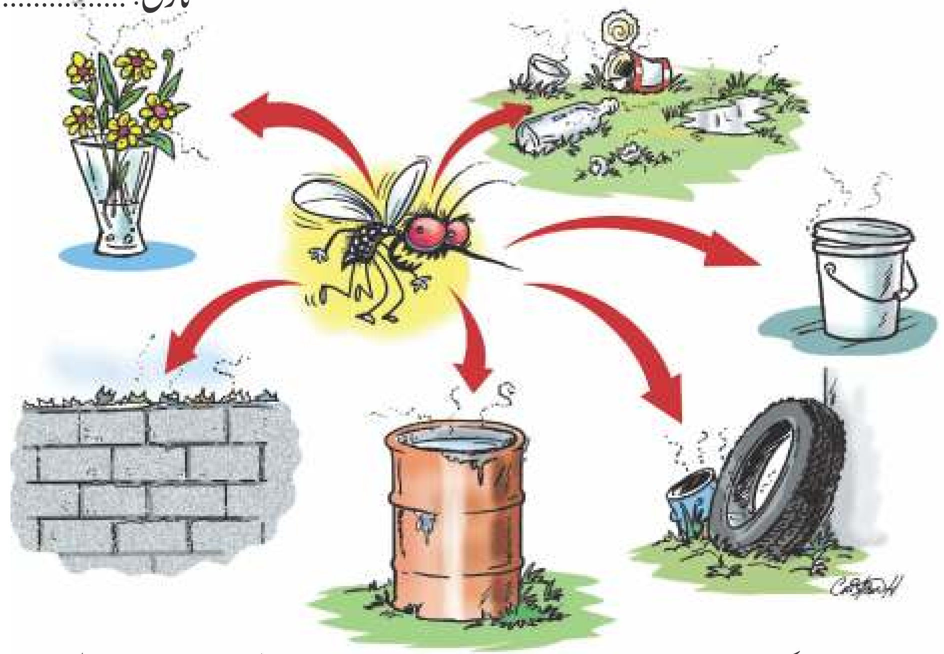

سرگرمی: ''ڈینگی'' کیا ہے؟ یہ کیسے پھیلتا ہے؟ اِس سے حفاظت اور بچاؤ کے لیے عوام کو خود کیا کیا احتیاطی تدابیر اپنانی چاہئیں؟ اس وبا کے کیا خطرات ہیں؟ اُستانی صاحبہ اِن تمام نکات کے بارے میں طلبا کو آگاہ کریں اور بچے بھی اپنی اپنی معلومات ایک دوسرے کو بیان کریں۔ خیال رہے کہ بات چیت اور گفتگو کے دوران جماعت کا ماحول نہ بگڑے، نہ ہی شور ہنگامہ ہو، اِس سرگرمی کا مقصد آپ کو گفتگو کا فن اور آداب سکھانا ہے۔

درخواست نویسی

مین بازار، صدر کی انتظامیہ کی جانب سے اعلیٰ پولیس افسر کے نام درخواست لکھیں کہ آپ کے علاقے میں موٹرسائیکلیں چوری ہونے کی وارداتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے پولیس کو اپنا فرض ادا کرنے کی اَشد ضرورت ہے۔

کہانی: خچّر اور اُس کا سایہ

سخت گرمیوں کے دِن تھے۔ شیخ چلّی کو کسی ضروری کام سے دُوسرے شہر جانا تھا۔ اُنہوں نے سفر کے لیے ایک خچّر کرائے پر لیا اور رَوانہ ہوگئے۔ خچر کا مالک بھی پیچھے پیچھے چل دیا۔ کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد خچر اور اُس کا مالک تھک چکے تھے۔ مالک نے شیخ چِلّی سے کہا: ”جناب! بہتر ہوگا ہم کچھ دیر سَستا لیں۔“

شیخ چلی مان گئے اور وہ خچر سے نیچے اُتر آئے۔ اِردگرد چٹیّل میدان تھا، دُور دُور تک کسی درخت یا سائے کا وجود نہ تھا۔ تھکا ہارا مالک اپنے خچر کے سائے تلے بیٹھ کر گہری سانسیں لینے لگا۔ شیخ چلّی بھی کسی سائے تلے آرام کرنا چاہتے تھے مگر اِردگرد کہیں سایہ نہ تھا۔ وہ خچر کے مالک سے بولے:

”سُنو بھیّا! یہ خچر میں نے کرائے پر لیا تھا لہٰذا اس کے سائے میں، میں ہی بیٹھوں گا۔“

مالک نے جواب دیا: ”شیخ چِلّی صاحب! آپ نے خچّر کرائے پر لیا تھا، اُس کا سایہ نہیں۔ چُوں کہ خچّر میرا ہے لہٰذا میں ہی اس کے سائے میں آرام کروں گا۔“

اب تو دونوں میں تکرار شروع ہوگئی اور چند لمحوں بعد بات ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ دونوں کے جھگڑے اور لڑائی نے خچر کو خوف زدہ کر دیا اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ خچر اپنے ساتھ اپنا سایہ بھی لے گیا۔ یہ دیکھ کر مالک، خچر کے پیچھے دوڑ پڑا اور شیخ چِلّی صاحب سر پکڑ کر وہیں بیٹھ گئے۔

سرگرمی: کیا آپ کی سکول لائبریری (کُتب خانہ) میں شیخ چِلّی کی کہانیوں کی کتاب موجود ہے؟ لائبریری میں تلاش کریں اور دیگر کہانیاں بھی پڑھیں۔ دوسری صورت میں کتاب خریدیں اور شیخ چِلّی کی کہانیاں پڑھیں اور ایک دوسرے کو زبانی سُنائیں۔

کہانی

کہانی آپ نے پڑھی۔ اُس کہانی سے ایک نئی کہانی بنائیں اور بتائیں کہ آپ کے نزدیک اِس مسئلے کیا حل ہونا چاہیئے تھا؟

ایک پُرانے کوٹ کی آپ بیتی

’’میں ایک کوٹ ہوں بلکہ ایک پُرانا کوٹ ہوں۔ اِس وقت میں رَاول پنڈی کے لنڈا بازار کے ایک گودام میں پڑا اپنا ماضی یاد کر کے آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہوں۔ شاید آپ یقین نہ کریں کہ میں لندن کے ایک مشہور برانڈ کی فیکٹری میں تیار کیا گیا تھا۔ تیار ہونے کے بعد میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ اُس برانڈ کے سٹور پر اپنی پُوری سَج دَھج کے ساتھ فروخت کے لیے موجود تھا۔ ایک روز اُس سٹور پر پاکستان کی ایک مشہور شخصیت آئی۔ اُسے میں بے حد پسند آیا۔ بہت مہنگا ہونے کے باوجود اُس پاکستانی نے مجھے خرید لیا۔ یوں میں لندن سے پاکستان چلا آیا۔ میرے پاکستانی مالک نے چند ایک مواقع پر مجھے بڑے اہتمام سے پہنا۔ ہر کوئی میری تراش خراش، سلائی ، رنگ اور خُوب صُورتی کی تعریف کرتے نہ تھکتا تھا۔ مجھے خود پر بڑا ناز تھا۔ میرا مالک ہمہ وقت مجھے اپنی الماری میں بڑے سلیقے اور قرینے سے رکھتا، بڑی مہنگی خُوشبوئیں مجھ پر چِھڑکتا۔ میں بھی اپنی زندگی میں خوش اور مگن تھا۔

آپ تو جانتے ہی ہیں کہ وقت اور فیشن بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ بس میں بھی اب پُرانے فیشن کا کوٹ بن کر رہ گیا تھا، لہٰذا بدقسمتی سے ایک دن میرے مالک نے مجھے اپنے ڈرائیور کو سونپ دیا۔ کہاں میں اور کہاں ڈرائیور ... بس سمجھو میری شامت آ گئی۔ اُس کے بدبُو زدہ صندُوق میں میرا دَم گُھٹنے لگا۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ چند ماہ بعد اُس نے مجھے اس لنڈا بازار میں صرف ایک ہزار روپے میں بیچ دیا۔ تب گرمیوں کے دن تھے۔ میرے نئے مالک نے مجھے دوسرے کپڑوں کے ڈھیروں کے درمیان یہاں پھینک رکھا ہے۔ سردیاں شروع ہوں گی تو مجھے باہر سجایا جائے گا۔ اللہ کرے کوئی صاف سُتھرا اور بھلا مانس آدمی مجھے خرید کر لے جائے ... تب تک صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں !‘‘

سرگرمی: آج سکول سے گھر جاتے ہی اپنی کپڑوں کی الماری کا جائزہ لیں۔ غیر استعمال شُدہ اور غیر ضرُوری کپڑے چھانٹ کر علیحدہ کر لیں اور چھٹی کے دن اپنے ابّا کے ساتھ جا کر غریبوں اور ضرُورت مندوں میں بانٹ دیں اور بتائیں کہ ایسا کرنے کے بعد آپ نے کیا محسوس کیا؟

بارش کا منظر

بجلی کی کڑک اِتنی زور دار تھی کہ میں ایک جھٹکے سے اُٹھ کر اپنے پلنگ پر بیٹھ گئی۔ گہری نیند سے اچانک جاگنے کی وجہ سے مجھے سمجھ نہ آئی کہ ہُوا کیا ہے! کمرے میں گُھپ اندھیرا تھا جب کہ میں تو دوپہر کو سکول سے آ کر سوئی تھی۔ اُٹھ کر کھڑکی کا پردہ ہٹایا تو واہ واہ ... کیا سُہانا منظر تھا۔ آسمان پر کالے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں سَرسَر چل رہی تھیں۔ میں لپک کر دریچے میں آ گئی۔

تیز ہوا کی وجہ سے سڑک کنارے کے درخت جُھوم رہے تھے۔ شدید گرمی کے بعد اچانک ایسا خُوش گوار موسم ہونے پر ہر کوئی خوش تھا۔ ہمسایوں کے بچے اپنی اپنی رنگین سائیکلیں لیے سڑک پر مُقابلے بازی میں مصرُوف تھے۔ ہر بچے اور راہ گیر کے چہرے پر مُسکراہٹ اور سکُون نظر آ رہا تھا۔

یکایک تیز بارش شروع ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جَل تَھل ہوگیا۔ میں وہیں کھڑکی کے پاس کھڑی حسین اور ٹھنڈے موسم کا لُطف اُٹھا رہی تھی۔ سامنے موجود اُونچے درخت کی گھنی شاخوں کے درمیان سے ایک سیاہ چیل اپنے بچوں سمیت گھونسلے سے جھانک رہی تھی۔ شاید وہ بھی موسم کا مزہ لے رہی تھی۔ تیز ہوا، بارش کے پانی کو تیزی سے اُڑا رہی تھی۔ لوگ شرابُور ہونے کے باوجود گھروں کے اندر جانے کو تیار نہ تھے۔ ہمسائی خالہ نُصرت بھی اپنے بچوں کے ہمراہ گھر کے باغیچے میں آ چکی تھیں۔ آسمان پر ابھی بھی سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور محسوس ہو رہا تھا کہ بارش ابھی رُکنے والی نہیں۔ میں اِسی نظارے میں محو تھی کہ امی کی آواز سُنائی دی۔ میں نیچے چلی گئی کیوں کہ شام کی چائے کا وقت ہو گیا تھا۔ بہرحال، آج بھی مجھے اُس دن ہونے والی بارش کا منظر یاد ہے۔

سرگرمی: ''بارش کا منظر'' آپ نے پڑھا۔ اسے ۳/۴ بار پڑھیں اور باری باری اِس کا خلاصہ اُستانی صاحبہ کو زبانی سُنائیں۔

ترجمہ نویسی

سوال: مندرجہ ذیل پیرائے کا اُردو ترجمہ لکھیں۔

Barley Sattu is a super food which is very light and easily digestible. It is packed with health benefits which makes it a wonderful drink for all. It quenches your thirst very quickly, cools the body down, and gives instant energy. Sattu is also good for hyperacidity, skin disorders, and heat-induced headaches. If taken with honey, it helps reduce weight. Regular use of Barley Sattu also helps reduce stress.

Barley Sattu is an amazing powder which is a good source of natural fibre and carbohydrates. It revitalizes your mind and is free of all sorts of artificial colours and chemicals. This super food makes a great treat for all. You may use it regularly and enjoy its benefits.

سوال: مندرجہ ذیل پیرائے کا اُردو ترجمہ، ماہانہ ٹیسٹ میں لکھیں۔

Kaghan is a 160 kilometer long valley which is one of the most popular summer holiday destinations for tourists. It is an incomparable jewel among the many beautiful places in the Hazara Division of Khyber Pakhtunkhwa, Province of Pakistan. Nestled along the bank of River Kunhar are various small lovely towns including Balakot, Kewai, Paras, Mahandari, Kaghan and Naran.

Kaghan Valley features stunning pine forests, alpine meadows, crystal clear lakes and cool mountain streams. Every year, thousands of tourists visit this heartwarming spot and enjoy its scenic beauty.